جائز حق کا ناجائز استعمال
(Abuse of Right)

ترتیب وتحقیق :

1. ڈاکٹر قاضی عطاء اللہ
سینئر ڈائریکٹر شعبہ تحقیق و اشاعت خیبر پختونخوا جوڈیشل اکیڈمی پشاور
2. سیدمنصور شاہ بخاری
ریسرچ اینڈ پبلی کیشن آفیسر ، شعبہ تحقیق و اشاعت خیبر پختونخوا جوڈیشل اکیڈمی پشاور

زیر نگرانی :

جناب جہاں زیب شنواری ۔ ڈائریکٹر جنرل خیبر پختونخوا جوڈیشل اکیڈمی پشاور

شعبہ تحقیق و اشاعت ، خیبر پختونخوا جوڈیشل اکیڈمی پشاور

جائز حق کا ناجائز استعمال
(Abuse of Right)

1۔ تعارف :

اسلامی شریعت نے انسان کو ایک خصوصی فضیلت دی ہے ، چنانچہ اسےمختلف حقوق سے نوازا ہے، ان حقوق میں سب سے پہلا حق پرامن طور پر زندہ رہنے کا حق ہے، اورجب انسان زندہ ہوتا ہے تو اسے اپنے افعال اور تصرفات کے حوالہ سے مختلف دیگر حقوق کی ضرورت ہوتی ہے، اس وجہ سے شریعت نے انسان کو افعال اور تصرفات کے حوالے سے بھی بہت سارے حقوق دیئے ہیں ،مثلا حقِ ملکیت ، حقِ حضانت[پرورش]، حقِ خرید ، حقِ فروخت ، حقِ نفقہ ، حقِ معاوضہ ، حقِ احترام ، حقِ شفعہ ، حقِ نکاح، حقِ اظہارِ رائے وغیرہ وغیرہ ۔

درج بالا تمام حقوق میں سے ایک حق "" حقِ عینی""ہے ۔ حقِ عینی سے مراد وہ حق ہے جو شریعت نے کسی فرد کو، کسی متعین چیز کےنسبت دیا ہو ، جیسے حقِ ملکیت ۔ جس شخص کو حقِ ملکیت حاصل ہوجاتا ہے ، اُسے اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی مملوکہ شے میں ہر قسم کا قانونی اور جائز تصرف کرے، جیسے اس مملوکہ شے کو فروخت کرنا ، ھبہ کرنا، کسی کو وصیت میں دینا ، اور یا پھر اسے ہرقسم کے فائدے کےلئے استعمال میں لانا ۔شریعت اسلامیہ میں اس قسم کے تمام حقوق مستقل ، ناقابل ترمیم ، اور ناقابل تنسیخ ہیں ۔
[ملاحظہ ہو ، ڈاکٹر محی الدین ہاشمی : حقوق کا بے جاء استعمال اور شرعی نقطہ نظر ،صفحہ نمبر ۱۳ ،طبع 2014،شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد] ۔

2۔ حق کا بے جا استعمال

اوپر جن حقوق اور ان کے استعمال کا تذکرہ کیا گیاہے وہ مطلق یعنی غیر مشروط نہیں ہیں۔ شریعت نے ان کے جائز استعمال کو درست اور ناجائز استعمال کو غلط قرار دیا ہے ۔حق کے بے جا استعمال سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے قانونی حق کے تقاضہ کے مطابق کوئی ایسا کام کرے جو دراصل جائز ہو لیکن اسے ایسے طریقہ سے استعمال کرے کہ اس سے دوسرے شخص کو نقصان پہنچے ۔مثلا آزادی اظہارِ رائے ایک بنیادی حق ہے تاہم شریعت نے یہ پابندی لگائی ہے کہ اس حق کے استعمال میں اسلام کے اخلاق اور آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے چنانچہ کسی کی عزت سے کھیلنا ، کسی کی شہرت کو نقصان پہنچانا، کسی کے عقیدہ کی توہین کرنا ، کسی کا راز افشاں کرنا ، کسی کا تمسخر اڑانا، بہتان تراشی کرنا ، عیب جوئی کرنا نیز کسی کو گالی دینا جائز امورنہیں ہیں بلکہ مکمل طور پر ناجائز اور حرام ہیں۔خرید و فروخت ایک بنیادی حق ہے تاہم کسی کو ناجائز منافع کمانے ، کسی کی مجبوری اور مفلسی کا غلط فائدہ اٹھانے اور ذخیرہ اندوزی کا اختیار حاصل نہیں ہے۔حق فروخت بھی ایک بنیادی حق ہے تاہم اس کو حق شفعہ سے مقید کردیا گیا ہے نیز یہ قید بھی لگائی گئی ہے کہ بائع پر لازم ہے کہ وہ مشتری کو مبیعہ میں موجود عیب کے بارے میں آگاہ کرے۔ اسی طرح ہر کسی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی ملکیت/اراضی میں گھر بنائے اور اس میں ہواداری کےلئے کھڑکیاں نصب کرے تاہم وہ کوئی ایسی کھڑکی نصب نہیں کرسکتا جس سے ہمسائے کے گھر میں جھانکا جا سکتا ہو۔ وغیر ہ وغیرہ

دور حاضر کی عدالتی زبان میں حق کے بے جا استعمال کےلئے Misuse of Power یا Abuse of Power اور یا Malafide کی اصطلاحیں موجود ہیں۔ اسی طرح قانون میں ایذا رسانی اور تکلیف دہی کے لئے (Nuisance) کی اصطلاح بھی موجود ہے۔ اسلامی شریعت میں حقوق کے بے جا استعمال کےلئے، اصول فقہ/ Islamic Jurisprudence کی بعض کتابوں میں" استعمالِ مذموم "کا لفظ استعمال ہوا ہے۔[شاطبی ، الموافقات فی اصول الفقہ ۲۱۳:۹]۔ علامہ ابنِ قیم الجوزیہ نے حق کے بے جا استعمال کےلئے " المضارۃ فی الحقوق " [حقوق میں ضرر رسانی] کی تعبیر اختیار کی ہے۔[ابن قیم : الطرق الحکمیہ صفحہ نمبر ۳۱۰] ۔ معاصرین فقھاء نے حقوق کے بے جا استعمال کےلئے "تعسف " اور " اِساءۃ استعمال الحق" کی اصطلاحیں استعمال کی ہیں اور اس موضوع پر اچھی خاصی مستقل کتابیں لکھی ہیں ۔ ایسے فقہاء میں شیخ محمد ابو زہرہ ، ڈاکٹر عبد الرزاق اسنہوری اور ڈاکٹر فتحی درینی قابل ذکر ہیں۔
[ملاحظہ ہو ، ڈاکٹر محی الدین ہاشمی : حقوق کا بے جا استعمال اور شرعی نقطہ نظر ،صفحہ نمبر ۱۰ ، طبع 2014شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد] ۔

3۔شرعی نقطہ نظر

شریعت نے حق کے بے جا استعمال کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے ۔ ملاحظہ ہوں درج ذیل نصوص:

الف: القرآن

قرآنی احکام میں حق کے بے جا استعمال کی ممانعت کی گئی ہے جس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ان مثالوں سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی کو اپنے حق کے استعمال میں لا محدود اور من مانی اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ شریعت نے عطا کردہ تمام حقوق بنی نوعِ انسان کے مصالح کی تکمیل کے لیے عطاء کیے ہیں۔ اگر ان حقوق کا استعمال ، مطلوبہ مقصد حاصل کرنے کے بجائے، دوسروں کے لیے ایذا رَسانی کا باعث بننے لگے تو ان کے ایسے استعمال کوغیر پسندیدہ اور ممنوع قراردیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے کسی حق یا اختیار کا ایسا استعمال نہیں کرسکتا جو ناانصافی ، ظلم ، تجاوز، اور دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث بنے، ان اصولوں کی وضاحت کے لیے قرآنِ حکیم کے درج ذیل آیات قابل ملاحظہ ہیں:

۱۔ ""اور مائیں اپنے بچوں کو دو برس کامل دودھ پلائیں اگر کوئی اس (مدت) کو پورا کرنا چاہے. اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا، کپڑا معروف طریقے سے بچے کے باپ پر لازم ہے. کسی جان(شخص) پر اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے اور نہ ماں کو اس کے بچے سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب سے ضرر پہنچایا جائے۔"" (البقرہ آیت نمبر ۲۳۳)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاعت ماں کا حق ہے اور وہ رضاعت کے لئے، بچے کے باپ سے، اُجرت طلب کرسکتی ہے لیکن وہ غیر معقول طریقہ پر اُجرت کی مقدار مقرر نہیں کر سکتی ہے۔ اسی طرح بچے کے باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی دوسری خاتون کو اُجرت دے کر اپنے بچے کی رضاعت کے لئے مقرر کرے۔تاہم اگر بچے کی اپنی ماں اس اُجرت پر رضاعت کےلئے تیار ہو، تو بچے کا والد رضاعت کےلئے کسی اجنبی خاتون کو مقرر نہیں کرسکتا ہے ۔

۲۔ میت کا ترکہ اس کی وصیت اور اس کے ذمہ واجب الاداء قرض کی ادائیگی کے بعد تقسیم کیا جائے گا۔ اور یہ وصیت نقصان دہ نہیں ہوگی ۔ (النساء ۴:۱۲)

درجہ بالا آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ وصیت ایک بنیادی حق ہے ، تاہم یہ حق اس طرح استعمال نہیں کیا جا سکے گا جس سے ورثاء کے حقوق متاثر ہوں ۔چنانچہ اس غرض کے لئے شریعت میں ایک تہائی کی حد مقرر کی گئی ہے نیز یہ قید بھی لگائی گئی ہے کہ شرعی وارث کے لئے وصیت نہیں کی جاسکتی ہے۔

۳۔ طلاق رجعی میں حق رجوع شوہر کا بنیادی حق ہے تاہم اگر وہ یہ حق صرف ظلم کے لئے استعمال کرتا ہے اور مطلقہ رجعیہ کو اپنی باقاعدہ شریک حیات بنانے کی نیت نہیں کرتا ہے بلکہ اسے معلق اور باندھی ہوئی رکھتا ہے ، تو اسے مذکورہ حق رجوع کے استعمال سے روکا جاسکے گا ۔ یہ حکم سورۃ البقراء کی آیت ۲۳۱ میں موجود ہے ۔

ب: السنہ

۱۔ لا ضرر و لا ضرار ۔ کسی کو ابتداءََ تکلیف پہنچانا ، یا انتقاماََ تکلیف پہنچانا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اس کا ترجمہ یوں بھی کیا جاسکتا ہے کہ کسی شخص کےلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے فائدہ کے بغیر کسی کو نقصان پہنچائے یا اپنے فائدہ کےلئے کسی کو نقصان پہنچائے۔ [ابن ماجہ ، کتاب الاحکام ، حدیث نمبر ۲۳۳۲]

اس حدیث کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ یہ ہر طرح کی ضرر رسانی کو شامل کرتی ہے، خواہ وہ انسان کی ذات سے متعلق ہو یا اس کے مال اور عزت وغیرہ سے متعلق ہو۔نیز یہ حدیث اس نقصان کو بھی شامل کرتی ہے جو کسی ایسے کام کے نتیجہ میں واقع ہو جو بذات خود جائز ہے لیکن بے جا استعمال کی وجہ سے ناجائز بن جاتا ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺنے کسی شخص کو اپنے حقِ ملکیت کے استعمال کے دوران، دوسرے شخص کو نقصان پہنچانے سے، منع فرمایا ہے ، اور جب کسی دوسرے کو مذکورہ نقصان سے تحفظ دیناممکن نہ ہو ا ، تو پھر آپ ﷺنے نقصان کے سبب کا قلع قمع کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ والی حدیث میں ہے کہ وہ اپنی کھجور کے درخت تک پہنچنے کے لئے ایک انصاری کے باغ میں داخل ہونے کے لئے اپنا حق استعمال کرتے تھے۔ انصاریؓ کو حضرت سمرہؓ کے اس حق کے استعمال سے تکلیف پہنچتی تھی۔ رسول اللہ ﷺنے انصاری کی تکلیف دور کرنے کے لیے کئی ایک حل تجویز فرمائے، لیکن حضرت سمرہؓ کو اسی صورت پر اصرار تھا جس میں اس انصاری کو تکلیف پہنچتی تھی۔ رسول اللہ ﷺنے تکلیف کے سبب کا خاتمہ کر کے، حق ملکیت کے استعمال سے پیدا ہونے والے نقصان کو دور کردیا ،اور حضرت سمرہؓ سے فرمایا: تم باعثِ تکلیف ہو ۔اور حضور ﷺ نے سمرہؓ کی زیرِ ملکیت کھجور کو جڑ سے اُکھاڑنے کا حکم دے دیا۔ [سنن ابی داود ، کتاب الاقضیہ، حدیث نمبر ۳۱۵۲]

ج: عمل صحابہ

۱۔ حضرت عمرؓ نے کئی مواقع پر مالک کو اس سے منع کیا کہ وہ اپنا جائز حق بے جا طریقے سے استعمال کرے۔ آپ کے عہدِ خلافت میں جب محمد بن مسلمہ اپنی مملوکہ زمین سےضحاک کو پانی کی نالی گزارنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے، حالانکہ اس کی وجہ سے محمد بن مسلمہ کو خود کو ئی نقصان نہیں ہو رہا تھا بلکہ اس میں انھیں بھی فائدہ تھا، حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو مجبور کرتے ہوئے انھیں حق کے ناجائز استعمال سے روک دیا۔ آپؓ نے فرمایا: "تمہارے بھائی کو جس چیز سے فائدہ ہے تم اس سے کیوں روکتے ہو، جبکہ وہ تمہارے لیے بھی مفید ہے، یہ پانی آغاز میں اور آخر میں تمہاری فصل کو بھی سیراب کرے گا اور اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ جب محمد بن مسلمہ کسی طور اجازت دینے کے لیے تیار نہ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے اس عمل تعسف پر اپنی شدید ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے قسمیہ انداز میں فرمایا: بخدا، یہ نالی ضرور گزرے گی، خواہ اسے تمہارے پیٹ پر سے ہی گزارنا پڑے۔

[موطا امام مالک، کتاب الاقضیہ ، باب القضاء فی المرافق، حدیث ۲۷۶۱]

۲۔ حضرت عمرؓ نے مخصوص حالات میں اہلِ کتاب عورتوں سے شادی کرنے سے بھی منع کر دیا تھا۔ یہ استعمالِ حق سے منع کرنے کی ایک اور مثال ہے جبکہ غالب گمان کے تحت اس سے عام نقصان کا اندیشہ ہو۔ یہاں عام نقصان یہ تھا کہ فتوحات کے بعد مسلمان نوجوان ، اہل کتاب عورتوں کی خوب صورتی کے باعث بہ کثرت ان سے شادیاں کرنے لگے تھے، جس کی وجہ سے مسلمان عورتوں کو بآسانی شوہر میسر نہیں ہو رہے تھے۔ یہ ایک ایسی تکلیف دہ صورتِ حال تھی، جس کے باعث مسلمان خواتین کے حرام کاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا اور مستقل طور پر غیر شادی شدہ رہنے کا بھی اندیشہ تھا۔

پہلی مثال میں حضرت عمرؓ نے انفرادی نقصان کے ازالے کے لیے حق ملکیت کے بے جا استعمال کو روکنے کا فیصلہ کیا، جبکہ دوسری صورت میں ایک عام معاشرتی نقصان کا دروازہ بند کرنے کے لیے مباح یا جائز حق کے ناکارہ استعمال پر پابندی عائد کی، یوں حضرت عمر کی دونوں کارروائیاں خاص ضرر رسانی اور عام ضرر رسانی پر مشتمل ہیں، قانون میں ان کےلئے

(Public Nuisance)اور (Private Nuisance) کی اصطلاحیں موجود ہیں۔

4 : حق کے بے جا استعمال سے متعلق عدالتی فرائض اور عدالتی فیصلہ جات

۱۔ ازالہ ضرر: حق کے بے جا استعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ضرر رساں چیز کو ہٹا دینا مثلاً ایسی عمارت کو منہدم کر دینا جو مالک نے اس طرح بنائی ہو کہ پڑوسی کے لیے روشنی ، پانی

اور ہوا کے راستے بند ہو جائیں یا ایسی کھڑکی بند کر دیں،ا کہ جس سے پڑوسی کے گھر میں جھانکا جا سکتا ہو۔

۲۔ معاوضہ کی ادائیگی یا نقصان کی تلافی: حق کے بے جا استعمال کے نتیجے میں اگر جانی یا مالی نقصان ہوا ہو تو حق کا بے جا استعمال کرنے والا نقصان کا معاوضہ ادا کرنے کا پابند ہو گا۔ **مثلاً اگر ہمسائے کی دیوار سے متصل اپنی جگہ یا آ نگن میں کوئی کنواں کھودا جس سے ہمسائے کی دیوار گر گئی ، تو ہمسائے کے نقصان کا معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے اپنے گھر میں کنواں کھودا ہو اور اس کا پڑوسی اپنے گھر میں دیوار کے دوسری طرف پانی کےلئے کنواں کھودے جس سے پہلے پڑوسی کا کنواں خشک ہو جائے تو اس صورت میں دوسرا کنواں بند کیا جائے گا۔**

۳۔ بے جا استعمال کیے گئے حق کو کالعدم کرنا: ضرر سے بچنے کے لیے عمل تعسف کو باطل کرنا ،مثال کے طور پر بیع عینہ(اپنی شے کو ایک قیمت پرادھار فروخت کرنا ، اورپھر اُسی وقت اسی مشتری سے واپس کم نقد قیمت پر خرید لینا) ، مرض الموت کی طلاق جس کا مقصد بیوی کو وراثت سے محروم کرنا ہو اور ایسی وصیت کو جو وارثوں کے نقصان کا باعث ہو ،باطل قرار دے دینا۔

۴۔ استعمال حق پر پابندی: متعسف کو حق کے استعمال سے روک دینا مثلاً اگر شوہر بیوی کو محض ایذا رسانی کے لیے سفر پر ساتھ لے جانا چاہتا ہو تو اسے سفر سے روک دینا، نیز حیلہ ساز مفتی پر پابندی عائد کرنا وغیرہ وغیرہ۔

۵۔ سزا: تعزیری سزا کا اطلاق کرنا مثلاً عدالت میں کسی کے خلاف دعوی دائر کرنے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے مگر شرفاء اور بے قصور لوگوں کو بدنام کرنے کے لیے ان کے خلاف دعوی دائر کرنے والے کو تعزیری سزا دی جائے گی، اسی طرح ہر اس شخص کو تعزیر ی سزا دی جاسکے گی جو حق کے بے جا استعمال کا مرتکب ہوا ہو۔

۶۔ استعمال حق کے لیے جبر: اگر کوئی شخص غلط نیت سے اپنے حق کو استعمال نہ کر رہا ہو تو اسے کام کرنے پر مجبور کرنا۔ مثلاً ذخیرہ اندوز کو مارکیٹ میں مال فروخت کرنے پر مجبور کرنا، تاجروں کو متعین قیمت پر مال فروخت کرنے پر اور کاریگروں اور مزدوروں کو معمول کی اجرت پر کام کرنے کا پابند بنانا۔

۷۔ اخروی سزا: عمل تعسف کے محرکات اور غیر صالح نیت (جیسے ضرر کی نیت اور حیلوں کا اختیار کرنا جو مقاصد شریعت سے متعارض ہوں) پر اخروی سزا بھی مرتب ہوتی ہے۔

[ملاحظہ ہو ، ڈاکٹر محی الدین ہاشمی : حقوق کا بے جا استعمال اور شرعی نقطہ نظر ،صفحہ نمبر ۵۴ ،شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد]

5: نظریۂ تعسف کا امر باعث تکلیف {Nuisance} سےموازنہ:

امر باعثِ تکلیف یا nuisance کی تعریف یوں کی گئی ہے: "کوئی ایسا فعل یا ترک فعل جو تنگی یا عوامی نقصان کا باعث ہو اور جو افراد مملکت کو کسی قانونی ذمہ داری کی ادائیگی میں عام حقوق کے استعمال کے نتیجے میں حاصل ہوا ہو۔

کامن لاء {common law}کے تحت آدمی اپنی زیر قبضہ جائیداد سے لطف اندوز ہونے کا حق رکھتا ہے۔ اگر کوئی ہمسایہ اس کے لطف اندوزی کے حق میں مداخلت کرتا ہے، بایں طور کہ کوئی بد بو، آواز، آلودگی یا ایسی مضرت کا باعث بنے جس کے اثرات اس کی اپنی جائیداد کی حدود سے تجاوز کر جائیں تو متاثرہ فریق/nuisance کے تحت نقصان کی تلافی کا دعوی کرسکتا ہے۔

nuisance کے ضمن میں عوام الناس کی صحت، حفاظت، سلامتی اور آسائش کے امور آتے ہیں۔ کوئی امر تب ہی باعثِ تکلیف کہلاتا ہے جب وہ محض جمالیاتی یا تحسینی سطح سے بالاتر ہو۔ اگر ہمسایہ اپنے گھر کو ایسا رنگ دیتاہے جو دوسرے ہمسائے کے جمالیاتی ذوق کے برخلاف اور اس کے لیے ذہنی کوفت کا باعث ہو تو یہnuisance نہیں کہلائے گا ۔ اسی طرح جائیداد کا معروف استعمال بھی nuisance کا باعث نہیں بنتا ۔مثلاً بچے کے رونے کی آواز چاہے ہمسائے کے آرام میں مخل بنے مگر چونکہ یہ جائیداد سے استفادے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے حق کے ساتھ معروف اور متوقع طور پر وابستہ ہے، اس لیے یہ قانوناً "امر باعث تکلیف" میں شمار نہیں ہوگا۔

جدید ماحولیاتی قوانین نے بھی تعسف کے تاریخی طور پر معروف تصور کو کافی حد تک بدل دیا ہے۔ اسی طرح جدید طرز معاشرت کے نتیجے میں کئی قوانین وجود میں آئے ہیں جو تعسف کی اس شکل کو مختلف انداز میں لیتے ہیں۔Zoning Regulations مختلف علاقوں میں کچھ سرگرمیوں کی اجازت اور کچھ کی ممانعت کرتے ہیں۔ ان قوانین کی پیروی کرتے ہوئے nuisance واقع نہ ہوگا ،مثال کے طور پر اگر صنعتی علاقے میں کوئی فیکٹری کام کر رہی ہو تو ہمسائے میں رہائشی علاقے کا مکین nuisance کا دعوی نہیں کرسکتا۔
اظہار رائے کی آزادی کا حق اگرچہ مملکت کے جملہ افراد کو حاصل ہوتا ہے تاہم یہ آزادی اس شرط کے ساتھ مقید ہوتی ہے کہ اظہار رائے (چاہے وہ تقریر کی شکل میں ہو یا تحریر کی صورت میں) گمراہ کن، ضرر رساں یا فرقہ وارانہ اور اشتعال انگیز مواد پر مشتمل نہ ہو ، ورنہ اظہاررائے کی آزادی کا یہ حق امر باعث تکلیف nuisance بن جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس ۱۹۶۰ میں، چھپنے والے مواد کے حوالے سے، ضروری حدود و قیود ذکر کی گئی ہیں۔
اسی طرح تعزیرات پاکستان میں جان بوجھ کر کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے ، اس کے لیے کوئی ایسا لفظ کہنے یا اس کے سامنے کوئی معنی خیز اشارہ کرنے پر تعزیری سزائیں مقرر کی گئیں ہیں ۔
امرباعث تکلیف کی ایک مثال خوشی کے مواقع پر ہوائی فائرنگ کی ہے۔ بسنت، شادی اور خوشی کے دیگر مواقع پر لوگ کثرت سے ہوائی فائرنگ کرتے ہیں۔ یہ جہاں علمی و تحقیقی مشاغل میں لگے لوگوں، کمزوروں اور مریضوں کے لیے باعث تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں یہ جانی اور مالی نقصانات کا ذریعہ بھی بنتی ہے ۔ پاکستان میں اسلحہ اور گولہ بارود سے متعلقہ قوانین میں، مذہبی و سیاسی اجتماعات ، سماجی تقریبات اور اس جیسی دیگر سرگرمیوں میں اسلحہ لے جانے اور اسلحہ کی

نمائش ممنوع ہیں۔ نیز ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت ، متوقع خطرہ کے پیش نظر ، ایسے مو اقع پر ہوائی فائرنگ پر پابندی بھی لگائی جاسکتی ہے۔

عصر حاضر میںnuisance کی ایک مثال لاؤڈ سپیکر کا بے جا استعمال ہے۔ لاؤڈ سپیکر اور ایمپلی فائر قانون کے مطابق درج ذیل مقامات پر لاوڈ سپیکر کے استعمال کی ممانعت ہے:

۱۔ رہائشی اور عام جگہوں میں اس کا اس انداز سے استعمال جو لوگوں کےلئے تکلیف کا باعث ہو ۔

۲۔ ہسپتال، تعلیمی اداروں اور عدالتوں کے گردو نواح میں اس کا استعمال۔

۳۔ عبادت کے اوقات میں، عبادت گاہوں (مسجد، مندر اور گرجا) کے اندر اتنی آواز میں لاؤڈ سپیکر چلانا کہ بات باہر سنی جائے ۔

اس میں استثنائی صورت کا بیان اس طرح ہےکہ ""یہ سیکشن اذان، نماز یا جمعہ کے روز دیے جانے والے خطبہ یا عید کی نمازوں کے دوران مناسب آواز کے ساتھ لاؤڈ اسپیکر یا ایمپلی فائر کے استعمال پر لاگو نہیں ہو گا""۔ اس قانون کی خلاف ورزی پر سزائیں مقرر کی گئیں ہیں۔ نیز یہاں پر اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ قانونِ اور قوائد ٹریفک کے تحت مخصوص مقامات پر ہارن بجانا ممنوع ہے اور اسی طرح گاڑیوں میں پریشر ہارن نصب کرنا اور اس کا بجانا بھی ممنوع ہے۔

کامن لاء کی رو سے امر باعث تکلیف {nuisance}واقع ہونے کی صورت میں اس کی تلافی کی واحد صورت، ہونے والے نقصان کے معاوضے کی ادائیگی ہے۔ تاہم equity عدالتوں کے وجود میں آنے سے نقصان کے ازالے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مدعا علیہ کو آمر باعثِ تکلیف کو دہرانے سے منع کیا جائے اور عدالتی فیصلے کی خلاف ورزی پر سزا تجویز کی جائے۔امر باعِث تکلیف اگر بیس سال تک لگا تار موجود رہے تو وہ قانونی صورت اختیار کر لیتا ہے۔اس امر کو قانون میں

Prescription یعنی حق قدامت سے تعبیر کیا گیا ہےچنانچہ

اگر کوئی شخص آمر باعِث تکلیف کا علم رکھتے ہوئے اس کے قریب جا کر رہنے لگتا ہے تو اس سے تکلیف کے ازالے کا استحقاق ختم ہو جاتا ہے کیونکہ باعث تکلیف چیز اس کے پاس نہیں آئی بلکہ یہ خود چل کر اس کے پاس گیا ہے۔

امرباعث تکلیف nuisance اور Tres Pass یعنی زیادتی اور مداخلت بے جا میں فرق یہ ہے کہ زیادتی براہ راست کسی کے حق میں مداخلت کا نام ہے جبکہ "آمر باعِث تکلیف" اگرچہ آصلاً غیر قانونی فعل نہیں ہو تا بلکہ یہ کسی قانونی فعل کے نتیجے میں واقع ہونے والا ضرر ہوتا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے جملہ باعث تکلیف و تنگی اُمور سے اجتناب کی تلقین کی ہے، حتیٰ کہ عبادات میں بھی یہی کوشش کی کہ لوگوں کو غیر ضروری تکلیف سے بچایا جائے۔ سنتِ نبوی اس بات کی شاہد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کے معاملے میں تمام ایسے اُمور سے اجتناب کا حکم دیا ہے ۔ جن سے لوگ متنفر ہوں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز

کے دوران لمبی قرآت سے روک دیا اور فرمایا کہ امام کو اپنے مقتدیوں میں سے بوڑھے ، کمزور اور ضروت مند اشخاص کا بھی لحاظ کرنا چاہیے ۔ اسی طرح صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اکتاہٹ کے خدشے کے پیش نظر ہر روز وعظ نہیں فرماتے تھے ۔

اسلامی فقہ میں دوسروں بالخصوص ہمسائے کو امر باعث تکلیف سے بچانے کا حکم ہے۔ ابن عابدین لکھتے ہیں: " اگر کوئی شخص اپنے گھر میں حمام بنائے جس کے دھوئیں کے باعث پڑوسیوں کو تکلیف ہو تی ہو تو اسے ایسا کرنے سے روک دیا جائے گا ، ہاں، جب حمام کا دھواں پڑوسی کے دھوئیں جتنا ہی ہو ، تو اسے حمام بنانے سے نہیں روکا جائے گا۔"(این عابدین ، رد المحتار ، جلد 4، صفحہ نمبر245) یہ حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب کوئی شخص اپنے گھر میں کارخانہ بنائے یا کوئی مشینری نصب کرے۔

امام زیلعی لکھتے ہیں: "اس بات پر فتوی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حویلی میں مستقلا روٹیاں پکانے کے لئے تنور لگا کر روٹیوں کی دکان کھول رہا ہو یا آٹا پیسنے کی چھکی یا دھوبیوں کے لیے گھاٹ بنا رہا ہو تو یہ جائز نہیں، کیونکہ اس کی وجہ سے پڑوسیوں کو ایسا کھلم کھلا نقصان ہوتا ہے جس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔(زیلعی ، تبیین الحقائق4، صفحہ 196)

یہ ایک انتہائی ضروری نکتہ ہے کہ اسلامی فقہ کی رو سے امر باعثِ تکلیف چاہے جس قدر قدیم ہو، اس کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ ابن عابدین لکھتے ہیں: کہ فقہی قاعدہ "ان الضرر لا یکون قدیماً" کی روشنی میں ضرر کبھی قدیم نہیں ہوتا، اور جب ضرر کے جدید اور قدیم ہونے کے درمیان کوئی فرق نہیں، جیسا کہ ضرر کی علت واضح ہے۔ یہ بات درست نہیں کہ ضرر کے قدیم ہونے کے باعث اسے دور کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ واضح ضرر کو دور کیا جائے گا چاہے یہ قدیم ہی کیوں نہ ہو۔ (حوالہ سابق)۔ اسی تناظر میں ، امرباعث تکلیف () کی نسبت اور امر باعث تکلیف کی حد تک ، حق قدامت کوئی معنی نہیں رکھتا ہے اور مقدمہ کے دوران اس کو دفاع کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (ماخوذ از ڈاکٹر محیی الدین ہاشمی، بتصرف)

6۔ نظریہ تعسف کا {Malafide } اور [Malice] کے تصور سے موازنہ :

Malafideاور Malice کو بالعموم ہم معنی سمجھا جاتا ہے۔ عدالتی فیصلوں میںMaliceکی وضاحت یوں کی گئی ہے:Malice
ایسا طرز عمل ہوتا ہے جو کسی دوسرے کے لیے ناحق ضرر کا باعث ہو، چاہے اس کا سبب انتقام کا جذبہ ہو یا ذاتی تسکین۔ ایسے تمام افعال جو بد نیتی یا غیر قانونی محرک پر مبنی ہوں اور جن کا مقصد ناحق ضرر رسانی ہو وہ Malice کہلائیں گے ۔ جبکہ Malafide کی وضاحت یوں کی گئی ہے :
Malafide کا لغوی معنی ہے بد نیتی پر مبنی۔ بد نیتی کی بنیاد پر بعض دفعہ ذاتی محرک کے پیش نظر آدمی کے لیے دوسرے کو نقصان یا اپنے کو کوئی فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔(اے ، آئی ،آر،

1957،الہ آباد ، صفحہ نمبر 646-نیز ملاحظہ ہو جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن ، قانونی لغت ، پی ایل ڈی پبلیشرز ، طبع 2016، صفحہ نمبر 323)
حکام اور ارباب اختیار کو تحائف دینے میں بالعموم بد نیتی کا فرما ہوتی ہے۔ ملکی قوانین میں رشوت کے سدباب کے لیے سرکاری افسران کے تحائف لینے کی ممانعت اسی اصول کے تحت کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو مجموعہ تعزیرات پاکستان دفعہ ۱۶۱) اگر کوئی سرکاری ملازم یا متوقع سرکاری ملازم اپنے لیے یا کسی دوسرے کے لیے قانونی معاوضے کے علاوہ کسی قسم کا کوئی نذرانہ قبول کرتا ہے یا قبول کرنے پر رضا مندی ظاہر کر تا ہے یا اسے حاصل کرنے کی کو شش کرتا ہے جس کا مقصد کوئی سرکاری کام کرنا یا کرنے سے منع کرنا ہو یا سرکاری فرائض کی انجام دہی میں کسی شخص کے لیے حمایت یا مخالفت کرنا ہو، چاہے یہ کام مرکزی یا صوبائی حکومت یا مقننہ کے ملازم یا کسی بھی طرح کے سرکاری ملازم سے سرزد ہو تو ایسے شخص کو تین سال تک قید یا جرمانہ یادونوں سزائیں بھی دی جا سکتی ہیں ۔
عہد رسالت مآب ﷺ میں عمال کے لیے تحائف لینے کی ممانعت تھی۔ پھر عہد فاروقی میں بھی اس پر باقاعدہ عمل کیا گیا اور اس طرح کے تحائف والے سامان کو بیت المال میں داخل کرادیا گیا۔
سرکاری ملازمین کے ایسے بدنیتی پر مبنی فعل یا ترک فعل کو قانون میں Malfeasance and Non-Malfeasanceسے تعبیرکیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو اے ، آئی ،آر، 1957،الہ آباد ، صفحہ نمبر553) نیز ملاحظہ ہو جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن ، قانونی لغت ، پی ایل ڈی پبلیشرز ، طبع 2016، صفحہ نمبر 323)
اسلامی تعلیمات کی رو سے انسانی عمل کی قبولیت (نہ کہ صحت) کا دارومدار انسان کی نیت پر ہوتا ہے اور بد نیتی پر مبنی فعل، چاہے وہ ظاہرا کتنا ہی خوش نما اور قانون کی ظاہری پیروی میں ہو، صحیح تو ہو سکتا ہے مگر قبولیت حاصل نہیں کرسکتا۔ علاوہ ازیں وہ تمام تر غیر شرعی حیلہ جات جو بدنیتی پر مبنی ہوں ان کا موازنہMalafide سے کیا جا سکتا ہے۔ (ماخوذ از ڈاکٹر محیی الدین ہاشمی، بتصرف)

8 : ہمسایہ کے حقوق

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ پڑوسیوں کے حقوق اسلام میں ایک نہایت اہم مقام رکھتے ہیں، جن پر قرآن و سنت میں بار بار زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کو ایمان کی تکمیل اور معاشرے کی فلاح کا ضامن قرار دیا گیا ہے۔

اسلام میں پڑوسی کی اہمیت:

پڑوسی صرف وہ نہیں جو آپ کے بالکل ساتھ والے گھر میں رہتا ہو، بلکہ اس کی تعریف وسیع ہے۔ امام حسن بصری کے مطابق پڑوس میں ، چالیس گھر دائیں، چالیس گھر بائیں، چالیس گھر آگے اور چالیس گھر پیچھے تک کا علاقہ شامل ہے۔ یہ وسعت اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام معاشرے میں روابط اور تعلقات کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہے۔(امام بخاری ، الآدب المفرد، 109)

قرآن کریم میں پڑوسیوں کے حقوق کا ذکر:

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے-"اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں (سے) اور نزدیکی ہمسائے اور اجنبی پڑوسی اور ہم مجلس اور مسافر (سے)، اور جن کے تم مالک ہو چکے ہو، (ان سے نیکی کیا کرو)، بیشک اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تکبرّ کرنے والا (مغرور) فخر کرنے والا ہو۔"(سورہ نساء آیت 36)۔ اس آیت میں قریبی پڑوسی (جار ذی القربی) اور اجنبی پڑوسی (جار الجنب) دونوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

احادیث نبوی کی روشنی میں پڑوسی کی اہمیت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے حق کے بارے میں اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو کہیں وارث نہ بنا دیں۔ " (صحیح بخاری6024 و صحیح مسلم 2624) یہ حدیث پڑوسی کے حقوق کی انتہائی اہمیت اور ان کی عظمت کو واضح کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہ پہنچائے۔" (صحیح بخاری 6018، صحیح مسلم2624)۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔" (مشکوٰۃ 4960:) یہ احادیث پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔" (المعجم الکبیر للطبرانی :12741،جلد 12 ، صفحہ 119) یہ حدیث پڑوسیوں کی مالی اور معاشی حالت کا خیال رکھنے پر زور دیتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے جبکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔
(صحیح بخاری :حدیث 4477،6861،7532، صحیح مسلم :68) ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت و آبرو کی حفاظت کرے ۔

حقوق العباد کا نفاذ:

یہ تمام حقوق صرف ایک اخلاقی وعظ نہیں بلکہ اسلامی فقہ میں ان کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے پڑوسی کو جان بوجھ کر نقصان پہنچاتا ہے یا اس کے حقوق پامال کرتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک گنہگار ٹھہرتا ہے۔جس کے لئے وہ آخرت میں جوابدہ ہوگانیز اس دنیا میں وہ جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے، لہذا اس کے خلاف متعلقہ قانون حرکت میں آئے گا۔یوں اسلامی معاشرت میں

ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا نہ صرف اُخروی ذمہ داری ہے بلکہ دنیا زندگی میں بھی قانونی ذمہ داری ہے ۔

9- خلاصہ کلام:

درج بالا بحث کا خلا صہ یہ ہے کہ اسلام میں حق کے بے جا استعمال کا تصور ، جسے بعد ازاں تعسف کا نام دیا گیا، قرآن و سنت میں بیان کر دہ واضح نصوص سے اخذ شدہ ہے جن سے استدلال کرتے ہوئے فقہانے اس کی تفصیلات بیان کی ہیں اور ان کی روشنی میں حالاتِ زمانہ اور جاری عرف کی رعایت کرتے ہوئے مختلف ادوار میں قانون سازی کی ہے۔ اگر چہ دنیا کے بیشتر قانونی نظاموں میں یہ تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے تاہم یہ امر مسلم ہے کہ مغربی قانونی فکر میں یہ نظریہ ٹھوس اور عملی شکل میں بہت بعد میں ظہور پذیر ہوا۔ نیز اس حوالے سے بیان شدہ کلیات و جزئیات اس امر کی شاہد ہیں کہ مغربی فکر میں یہ تصور اسلامی قانون سے ہی مستعار ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں پڑوسی کے حقوق کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی نہ صرف دنیاوی فوائد کا باعث بنتی ہے، بلکہ آخرت میں بھی اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح ان حقوق سے تغافل نہ صرف دنیاوی سزا کا مستوجب ہے بلکہ اُخروی عذاب کا بھی سبب بنتا ہے۔ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا، اور انہیں کسی بھی قسم کی تکلیف نہ پہنچانا ایک مسلمان کی پہچان ہے۔ یہی وہ تعلیمات ہیں جو ایک مثالی اور پرامن معاشرے کی بنیاد رکھتی ہیں۔

ترتیب وتحقیق :

1. ڈاکٹر قاضی عطاء اللہ ۔ سینئر ڈائریکٹر شعبہ تحقیق و اشاعت خیبر پختونخوا جوڈیشل اکیڈمی پشاور

2. سید منصور شاہ بخاری ۔ ریسرچ اینڈ پبلی کیشن آفیسر ، شعبہ تحقیق و اشاعت خیبر پختونخوا جوڈیشل اکیڈمی پشاور

Abuse of Right

(استعمال ناجائز کا حق جائز)

Compiled and Researched by:

1. Dr. Qazi Ataullah

   Senior Director, Research & Publication Wing

   Khyber Pakhtunkhwa Judicial Academy, Peshawar

2. Syed Mansoor Shah Bukhari

   Research & Publication Officer,

   Research & Publication Wing,

   Khyber Pakhtunkhwa Judicial Academy, Peshawar

Under the Supervision of:

Mr. Jehanzeb Shinwari

Director General,

Khyber Pakhtunkhwa Judicial Academy, Peshawar

Research & Publication Department, Khyber Pakhtunkhwa Judicial Academy, Peshawar

Abuse of Right

(حق جائز کا ناجائز استعمال)

1. Introduction

Islamic Sharia has endowed humankind with a distinctive privilege, conferring upon it a range of rights. Foremost among these is the right to live in peace. Once alive, individuals require further rights pertaining to their actions and transactions. Consequently, Sharia has granted numerous rights in these domains, such as: right to property (Ḥaqq-e-Milkiyat), right to custody (Ḥaqq-e-Ḥiẓānat), right to purchase (Ḥaqq-e-Kharīd), right to sell (Ḥaqq-e-Farokht), right to maintenance (Ḥaqq-e-Nafaqa), right to compensation (Ḥaqq-e-Muʿāwaẓa), right to respect (Ḥaqq-e-Eḥtirām), right of pre-emption (Ḥaqq-e-Shufʽa), right to marry (Ḥaqq-e-Nikāḥ), right to freedom of expression (Ḥaqq-e-Iẓhār-e-Rāʾī), among others.

Among these, the "Right in Rem" (Ḥaqq-e-ʿAynī) is paramount. This refers to a right granted by Sharia to an individual over a specific object, such as the right to property. The holder of such a right is empowered to exercise all lawful dispositions over the owned object—including sale, gift, testamentary bequest, or utilization for benefit. In Islamic jurisprudence, such rights are deemed perpetual, non-modifiable, and irrevocable.

[See: Dr. Muhyuddin Hashmi, Abuse of Rights and the Islamic Perspective, p. 13 (2014), Sharia Academy, International Islamic University, Islamabad.]

2. Abuse of Right

The aforementioned rights are not absolute or unconditional. Sharia permits their lawful exercise but prohibits abusive application. Abuse of right occurs when an individual exercises a legal right in a manner that, though ostensibly lawful, unjustly harms another. For example:

Freedom of expression is fundamental but must adhere to Islamic ethics. Defamation, blasphemy, breach of privacy, mockery, slander, vilification, or profanity are impermissible (ḥarām).

Right to trade is recognized, but profiteering, exploitation of vulnerability, or hoarding (iḥtikār) is prohibited.

Right to sell is constrained by the right of pre-emption (shufʿa) and the seller's duty to disclose defects (ʿuyūb) in the sold item.

Property rights allow construction, but installing windows overlooking a neighbor's premises is forbidden.

Modern judicial terminology uses Misuse of Power, Abuse of Power, or Malafide for such conduct. Similarly, Nuisance denotes harmful interference. Classical Islamic jurisprudence terms include:

"Reprehensible Exercise" (Istikhdām al-Madhmūm) [al-Shāṭibī, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Fiqh 9:213].

"Infliction of Harm through Rights" (al-Muḍārra fī al-Ḥuqūq) [Ibn al-Qayyim, al-Ṭuruq al-Ḥukmiyya, p. 310].

Contemporary jurists (e.g., Sheikh Muḥammad Abū Zahrah, Dr. ʿAbd al-Razzāq al-Sanhūrī, Dr. Fatḥī al-Duraynī) employ "Abuse of Right" (Taʿassuf) or "Misuse of Right" (Isāʾat Istikhdām al-Ḥaqq).

[See: Dr. Muhyuddin Hashmi, op. cit., p. 10.]

3. Islamic Perspective

Sharia unequivocally prohibits abuse of right (ḥarām). Key evidence includes:

A. Qur'anic Injunctions

The Qur'an restricts unlimited exercise of rights, emphasizing that rights serve human welfare (maṣāliḥ). Abuse contravenes justice (ẓulm), transgression (taʿaddī), and harm (ḍarar):

1. Surah al-Baqarah 2:233:

"Mothers may nurse their children for two full years... No soul shall be burdened beyond its capacity. A mother shall not be made to suffer harm because of her child, nor a father because of his child..."

This verse limits a mother's right to demand unreasonable nursing compensation and restricts a father from appointing a wet-nurse if the biological mother is willing.

2. Surah al-Nisāʾ 4:12:

"Distribution [of inheritance] shall be after payment of bequests or debts, without harm [to heirs]."

Bequests (waṣiyya) are constrained to one-third of the estate and cannot exclude legal heirs.

3. Surah al-Baqarah 2:231:

A husband's right to revoke divorce (rijʿa) is void if exercised maliciously to torment his wife.

B. Prophetic Tradition (Sunnah)

1. The Maxim "Lā Ḍarar wa-lā Ḍirār":

"No harm shall be inflicted or reciprocated" [Ibn Mājah, al-Aḥkām, Ḥadīth 2332].

This encompasses all forms of harm—physical, proprietary, or reputational—including lawful acts turned abusive.

2. Case of Samura b. Jundub (ra):

The Prophet (ﷺ) ordered the removal of Samura's date-palm tree when its use as a pathway caused undue hardship to a neighbor, declaring: "You are causing harm" [Sunan Abī Dāwūd, al-Aqḍiya, Ḥadīth 3152].

C. Precedents of the Companions

1. Caliph ʿUmar (ra) and Water Channel Dispute:

ʿUmar compelled Muḥammad b. Maslama to allow a shared irrigation channel, rebuking: "By God! The channel will pass—even if over your belly!" [Muwattaʿ Mālik, al-Aqḍiya, Ḥadīth 2761].

2. Ban on Marrying Ahl al-Kitāb Women:

ʿUmar prohibited such marriages to prevent socioeconomic harm to Muslim women, illustrating prevention of public nuisance (Public Nuisance).

These cases distinguish between private nuisance (individual harm) and public nuisance (societal harm).

4. Judicial Remedies for Abuse of Right

Courts may:

1. Remove the Cause of Harm (e.g., demolish structures blocking light/air).

2. Award Compensation for material or physical damage.

3. Invalidate Abusive Exercises (e.g., void bayʿ al-ʿīna, deathbed divorces disinheriting wives, harmful bequests).

4. Restrain Further Abuse (e.g., prohibit a husband from taking a wife on a vexatious journey).

5. Impose Punitive Sanctions (e.g., for frivolous litigation).

6. Compel Lawful Exercise (e.g., force hoarders to sell at fair prices).

7. Declare Otherworldly Consequences for malicious intent (niyyat).

[Dr. Muhyuddin Hashmi, op. cit., p. 54.]

5. Comparison: Abuse of Right vs. Nuisance

Nuisance is defined as:

"Any act or omission causing inconvenience or public injury, arising from the exercise of a legal right."

Common Law: Protects enjoyment of property. Interference (e.g., noise, pollution) beyond one's boundaries actionable.

Modern Limitations: Zoning regulations permit industrial activities in designated areas, nullifying nuisance claims.

Freedom of Expression: Subject to restrictions under Pakistan's Press and Publication Ordinance (1960) if inflammatory.

Public Nuisance Examples:

Celebratory gunfire (prohibited under S. 144 CrPC).

Loudspeaker misuse (banned near hospitals, courts, or during worship, except for adhān, sermons).

Islamic Jurisprudence:

Rejects the common law doctrine of prescription (rights via long-standing nuisance). Harm must be removed regardless of duration [Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār 4:245].

Prohibits activities harming neighbors (e.g., smoke-emitting baths, bakeries) [al-Zaylaʿī, Tabyīn al-Ḥaqāʾiq 4:196].

Prioritizes communal harmony even in worship (e.g., shortening prayers to avoid hardship).

6. Comparison: Abuse of Right vs. Malafide/Malice

Malice: Intentional infliction of unjust harm, irrespective of motive.

Malafide: Bad faith, often involving corrupt intent (e.g., accepting bribes under Pakistan Penal Code §161).

Islamic View: Acts driven by malafide (e.g., legal stratagems (ḥiyal) contravening Sharia's objectives) are invalid despite outward legality.

8. Rights of Neighbors in Islam

Islam emphasizes neighborly rights (ḥuqūq al-jār) as integral to faith:

Qur'an 4:36: Mandates kindness to kin, orphans, the needy, and near and distant neighbors.

Ḥadīth:

"Jibrīl (as) enjoined me so much regarding neighbors that I thought they might inherit" [Bukhārī 6024, Muslim 2624].

"He who believes in Allah and the Last Day must not harm his neighbor" [Bukhārī 6018, Muslim 2624].

"He whose neighbor is not safe from his mischief shall not enter Paradise" [Muslim].

"He is not a believer who eats his fill while his neighbor starves" [Ṭabarānī, al-Muʿjam al-Kabīr 12:119].

Scope: Neighborhood extends to forty houses in each direction [Bukhārī, al-Adab al-Mufrad, 109].

Legal Enforcement: Violations incur divine accountability and worldly legal consequences.

9. Conclusion

The Islamic doctrine of "Abuse of Right" (taʿassuf) derives from Qur'anic and Sunnah precedents, later codified by jurists. Though analogous concepts exist in Western law (e.g., nuisance, malafide), their systematic formulation predates modern jurisprudence and reflects Islamic legal influence. The emphasis on neighborly rights underscores Islam's holistic approach to social harmony, blending ethical imperatives with enforceable legal duties.

Compiled and Researched by:

1. Dr. Qazi Ataullah

Senior Director, Research & Publication Department

Khyber Pakhtunkhwa Judicial Academy, Peshawar

2. Syed Mansoor Shah Bukhari

Research & Publication Officer,

Research & Publication Department,

Khyber Pakhtunkhwa Judicial Academy, Peshawar